لائبریری بیت الحکمۃ (ہمدرد یونیورسٹی)

ایک نوٹ

نعیم صدیقی

"ہمدرد" کراچی کی طرف سے "بیت الحکمۃ" (ہمدرد یونیورسٹی کی لائبریری)[1] پر ایک معلوماتی دستاویز موصول ہوئی - اور حکیم محمد سعید صاحب نے جب اوّل اوّل اس منصوبے کا انکشاف کیا تھا تو اس وقت دل میں سچی مسرت کی ایک کلی پھوٹی تھی - آج اس دستاویز اور اس میں مندرجات کو پڑھ کر وہ نسیمِ بہجت کے جھونکوں سے رنگ و نکہت بکھیرتا ہوا ایک پھول بن گئی ہے -

حکیم صاحب کی خدمات تنہا دائرۂ طب میں ایسی اور اتنی تھیں کہ اُن کو ایک ناقابلِ فراموش بڑا آدمی بنانے کے لیے کافی تھیں، مگر انہوں نے اپنے شہبازِ عزم کے بازو اس طرح فضا میں پھیلا کر پرواز کی کہ ان کی بال جنبانی سے صدا آئی کہ

صحرا است کہ دریا ست، تہِ بال و پرِ ماست

وہ ادب کے میدان میں نمودار ہوئے، انہوں نے تاریخ کے اوراق کی سیر کرائی، وہ اپنے ذوقِ سفر کے اُڑن کھٹولے پر اپنے قارئین کو ملکوں ملکوں اُڑاتے پھرے اور ان کو معلومات اور لطائف اور نکاتِ حکمت سے نوازتے گئے، انہوں نے بچوں کے لیے

[1] یہ تحریر ہمیں بیت الحکمۃ (ہمدرد یونیورسٹی لائبریری) کے افتتاح کے موقع پر دعوت نامۂ شرکت سے قبل موصول ہوئی - پیر ۱۱ر دسمبر کو تقریب کا افتتاح عالی مرتبت صدرِ پاکستان جناب غلام اسحٰق خاں صاحب نے فرمایا -

نونہال میں لفظوں کی خوبصورت تتلیاں اُڑائیں، انہوں نے بین الاقوامی سیمیناروں میں شریک ہو کر اور بارہا علمی سیمینار یہاں منعقد کر کے سائنسی اور انسانی علوم کی وادیوں میں جولانیاں دکھائیں، انہوں نے کراچی میں درسِ قرآن کا سلسلہ حسن و خوبی سے چلایا، انہوں نے پاکستان کے اہم شہروں میں ایسی ایسی "شامِ ہمدرد" منعقد کیں جنہوں نے اس ظلمت زدہ دیار میں صبحِ درخشاں کی کرنوں کی جھلملاہٹ کے مناظر دکھا دیے۔ کبھی وہ رسالہ پیامی میں جلوہ گر ہیں، کبھی اخبار الطب میں ضوریز، کبھی نونہال میں بچے بچے کو نہال کر رہے ہیں، اور کبھی آوازۂ اخلاق کی لہر اُٹھا رہے ہیں۔

میں نہ کسی کی قصیدہ گوئی کا مریض رہا ہوں اور نہ مجھے بے جا مبالغے کے کیڑوں کی کلبلاہٹ اپنے دماغ میں محسوس ہوتی ہے، لہٰذا میں کہنا چاہتا ہوں اور کہنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ حکیم صاحب اپنے تمام جلوے سمیٹ کر بیت الحکمۃ کی جس دلگداز شکل میں سامنے آتے ہیں، اُسے دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ شخصِ واحد نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں اور وسیع رابطوں کے بل پر وہ کام کر دکھایا ہے (اگرچہ ابھی مرحلۂ ابتدا ہے) جسے آج تک کوئی حکومت و وزارت نہ کر سکی اور جسے بڑے بڑے دانشور اور معاشرے کے مُصلح اور رہنما کبھی سوچ بھی نہ سکے۔

ہم پاکستانی مسلمانوں کی بداعمالیوں اور دولت پرستی اور جاہ طلبی اور حرام خوری کا وبال اس شکل میں ظاہر ہوا ہے کہ یہاں بڑے بڑے تعلیمی ادارے یا انسان ساز مراکز ہمارے نہیں ہیں۔ بلکہ ہم کو ہمارے ہاتھوں سے چھین لینے کے لیے شاطرانِ زمانہ نے نہایت پُرکشش شکل میں مہیا کر رکھے ہیں۔ دُنیا کی بڑی قوتوں کی ایک ہمہ گیر سازش یہ ہے کہ قومِ محمدؐ سے اس کے عقاید، اس کے اخلاقی اُصول و اقدار اور اس کے تہذیبی شعائر اور اس کے قوانینِ خیر و شر کو چھین کر ایک ایسی گداگروں کی بھیڑ میں بدل دیا جائے جو در بدر اپنے ایمان و ضمیر کی قاشیں بیچ کر روپے، ڈالر اور پاؤنڈ کی بھیک مانگنے کے لیے اپنے کاسے پھیلاتی پھرے۔ اس کے جوان ہر فتنۂ دوراں اور ہر فسادِ اخلاق کے رتھوں کو کھینچنے کے لیے گدھے اور خچر بن سکیں اور بے چون و چرا

چابک بھی کھا سکیں۔

اس ہمہ گیر سازش کے خلاف عالمِ اسلام جو اکا دکا کام کر سکا ہے، ان میں منصوبے کے مطابق ہمدرد یونیورسٹی اور اس کے بیت الحکمۃ کا وجود مجھے بڑا سرمایۂ امید محسوس ہوتا ہے۔

بیت الحکمۃ ہمدرد یونیورسٹی، پاکستان میں وہ پہلا ادارہ سر اٹھا رہا ہے جو ہماری نئی نسلوں کو دشمن قوتوں کے لیے سواری کا کام دینے سے انکار کر دے۔ یہ پہلا ادارہ ہوگا جہاں سے مادہ پرستانہ طاغوتی تہذیب کے انسانیت کش مظاہر کے خلاف علمی بغاوت کا آغاز ہوگا۔

یہ سب کچھ جب میرے ذہن میں ہل چل مچاتا ہے تو اس وقت میں کہتا ہوں کہ حکیم محمد سعید صاحب ہمارے معاشرے کے ایک عظیم انسان ہیں جن کے قدوقامت کو نہ کوئی وزیراعظم پہنچ سکے گا، نہ کوئی سرمایہ دار وجاگیر دار۔

اگرچہ ہمارے سامنے صرف ہمدرد یونیورسٹی کی لائبریری کا نہایت ہی جامع، بے مثال اور امید افزا مراسلہ ہے جو پیش کیا جا رہا ہے، مگر میں یہ بات یہاں ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ مجموعی طور پر یہ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے مقامِ ورود پر جو عظیم ادارہ، — سکول، کالج، لائبریری، ہال، کھیل کے لیے اسٹیڈیم وغیرہ — ایستادہ ہو رہا ہے اس کا مقصد اصلی یہ ہے کہ ہمارے خستہ حال اور زوال پذیر اور باہم آویزہ معاشرے کو موجودہ دلدل سے نکالنے کے لیے ایسے انسان تیار کیے جائیں جو ایمان، علم اور اخلاق سے آراستہ ہوں اور جرأت و عزیمت سے اپنے آپ کو قال وحال کی زبان سے مسلم کہہ سکیں۔ ورنہ جو درس گاہیں محض معلومات طالب علموں کی جھولی میں ڈال کر ان کو رخصت کر دیں یا زیادہ کرم کریں تو اغیار کے خلافِ اسلام اور خلافِ انسانیت نظریات کی مالائیں ان کے گلے میں ڈال کر ذہنی غلامی کے تاج ان کے سروں پر رکھ دیں، ان پر تو ان تمام مفاسد کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے جو ہمارے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کا یہ نیا عظیم ادارہ نظریۂ اسلامی والے

پاکستان کے لیے اعلیٰ درجے کے انسان تیار کر کے نہیں دیتا تو پھر پتھروں اور اینٹوں کے یہ انبار، سیمنٹ اور سریے کے یہ ڈھیر جو عظیم الشان عمارتوں میں ڈھل رہے ہیں، اُن سے کیا حاصل؟ کیا یہاں ہمیشہ پڑھے لکھے جاہل اور تقلید کیش اور دولت کے پیچھے بھاگنے والے انسان ہی پیدا کیے جاتے رہیں گے۔

آوازۂ اخلاق رکھنے والے حکیم محمد سعید صاحب، اور سیرتِ پاک سے محبت کرنے والے حکیم محمد سعید صاحب یقیناً وہ نئے انسان پیدا کرنے چاہیں گے، جو اپنے ایمان، اپنے علم اور اپنے اخلاق کے زور سے اس معاشرے کے فتنوں کا زور توڑیں گے ـــ اور پھر ساری دُنیا کے لیے انسانیت کے لیے خدمتِ انسانیت (HUMANISM کا نہیں، بلکہ HUMANEISM) کا لائحہ عمل لے کے اُٹھیں۔

اس اعلیٰ اور پاکیزہ کام میں صرف ایک ہی مشکل ہے۔ بااُصول اور بامقصد انسان پیدا کرنے والے ایک بڑے ادارے کے لیے آپ اعلیٰ درجے کے کارکنوں (TEACHERS) کی ٹیم کہاں سے اور کیسے حاصل کریں گے۔ حکیم صاحب کو اس چناؤ میں ایک کڑا معیار مقرر کرنا ہوگا۔ دوسرے اس کام میں سفارش کا راستہ بند کرنا ہوگا۔ اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کسی اُستاد یا محقق یا لائبریرین کو مقرر کرتے ہوئے آپ کو صرف یہی جانچ نہیں کرنی ہوگی کہ اس کی تعلیمی اور تجرباتی کوالیفکیشن کیا ہے، بلکہ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ پچھلے دورِ کار میں اس کا کردار کیا رہا ہے۔ اسلام کے متعلق اس کا نقطۂ نظر اور اس کی خدمات کیا ہیں؟ پاکستان کے بارے میں اس کا ریکارڈ کیا ہے؟ ایمان و اخلاق کے لحاظ سے آیا وہ راستی اور دیانت کے ساتھ ادائے فرض کرنے اور حقیقی محنت کرنے کے قابل ہے۔ ان آخری باتوں کی زیادہ سے زیادہ تحقیق اور چھان بین اپنے دوستوں، رجالِ خاص اور متعلقہ اداروں (بلکہ ہو سکے تو کسی شخص کے خاندان کے دوسرے لوگوں کے بارے میں بھی ٹوہ لگائی جائے کہ کون کیا ہے یا کیا کرتا رہا) سے پوچھا جائے۔

ان گزارشات کے ساتھ بصد مسرت، بلکہ ہدیۂ تبریک حکیم صاحب کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اس تحریر کو شائع کیا جا رہا ہے جو بیت الحکمۃ (لائبریری، ہمدرد یونیورسٹی) کے متعلق ہمیں موصول ہوئی ہے۔ خدا سے دُعا ہے کہ جس طرح محمد بن قاسم کی آمد سے کفرزارِ ہند کے لیے باب الاسلام کھلا تھا، اسی طرح باب الاسلام کے مقام پر قائم ہونے والے ادارے سے وہی نور اور وہی روشنی آج پھر پھیلے۔ آمین!